مقالات ومضامین

مدارس دینیہ کو درپیش چیلنجز اوران حل

خطبہ صدارت: حضرت مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند

زیرنظرخطبہ صدارت دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی مدظلہم نے اجلاس مجلس عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دار العلوم دیوبند بتاریخ 23 جمادی الثانیہ 1439ھ مطابق 12 مارچ 2018ء بروز دوشنبہ کوارشادفرمایا۔ یہ خطبہ اس اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں مدارس کودرپیش داخلی وخارجی مسائل کی نشان دہی کر کے ان کے حل کے لیے تجاویز دی گئی ہیں۔ان میں سے بیشتر کی نوعیت ہمارے ہاں کے مدارس سے بھی مماثل ہے،اس لیے یہ خطبہ مدارس دینیہ کے تعلیمی سال کے آغاز پر ماہنامہ ''وفاق المدارس'' میں دیا جارہا ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، وعلی آلہ وأصحابہ اجمعین، اما بعد!

اللہ رب العزت کا شکر ہے کہ اس نے ہم سب کو امت مسلمہ کی متاع دین ودانش کی پاسبانی کا فریضہ انجام دینے والے مدارس اسلامیہ کی خدمت سے وابستہ فرمایا اوران کے مسائل پرغور وفکر کے لیے، سرمایۂ ملت کے نگہبان ادارہ دارالعلوم دیوبند میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔اللہ کرے ہمارا یہ اجتماع، مدارس اسلامیہ میں نئی روح پھونکنے اور ان کو اپنے مقاصدِ قیام میں ماضی کی طرح؛ بلکہ اس سے بڑھ کر سرگرم عمل ہونے پر آمادہ کرنے والا ثابت ہو، آمین! بندہ دارالعلوم دیوبند کے خادم کی حیثیت سے آپ سبھی کا خیر مقدم کرتا ہے اور پوری عظمت واحترام کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہے اور آپ سے عاجزانہ درخواست کرتا ہے کہ اگر آپ کے حقوق ضیافت کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی ہوجائے، تو ازراہ کرم معاف فرماکر شکر گزار فرمائیں۔

علماءِ عالی وقار!......رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس عمومی کا یہ اجلاس اپنے معمول اور طے شدہ نظام کے مطابق منعقد ہورہا ہے۔اس سے پہلے 3 جمادی الثانیہ 1436ھ مطابق 24 مارچ 2018ء بروز منگل، مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا تھا اور اس وقت بھی حسب معمول مدارس کے نظام کی بہتری کے لیے بہت سی

گزارشات پیش کی گئی تھیں؛ لیکن اس اجلاس کے بعد سے ملک کے حالات بہت بدل گئے ہیں، 2014ء میں جس مخصوص فکر کا حامل طبقہ ملک میں برسر اقتدار آیا تھا اس کے منفی عزائم تو پہلے بھی راز نہیں تھے؛ لیکن اب اپنے ان عزائم کی تکمیل یا منصوبوں میں رنگ بھرنے کی اس طبقہ کی خواہش قدم قدم پر جھلک رہی ہے اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ طبقہ اپنے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ، اسلامی مدارس کو سمجھتا ہے، جو درحقیقت اس ملک کے سیکولر کردار کی طاقت وعلامت ہیں اور ملک کے ساتھ مسلمانوں کی بے داغ وفاداری میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں؛ لیکن چوں کہ اس کردار کے ساتھ ساتھ مدارس اسلامیہ، مسلمانوں کے دین وایمان کے تحفظ اور اسلام سے ان کی وابستگی کے بھی ضامن ہیں، اس لیے فرقہ پرست طاقتوں کو وہ ایک آنکھ نہیں بھاتے اور وہ بھی عالمی طاقتوں کی لے میں اپنی لے ملا کر مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈہ اور مہم چلانے میں پوری شدت کے ساتھ سرگرم ہیں اور موجودہ وقت میں چوں کہ اس ذہن کو اقتدار کی طاقت حاصل ہے اس لیے مدارس پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوششوں میں تیزی آگئی ہے۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ مدارس اسلامیہ، گہرائی سے حالات کا جائزہ لے کر اپنا لائحہ عمل مرتب کریں اور اپنے تحفظ واصلاح کے لیے کچھ انقلابی قدم اٹھائیں۔ انقلابی قدم سے مراد مدارس کے اندر کچھ نئی چیزیں پیدا کرنا نہیں ہے؛ بلکہ شاید اس وقت کا سب سے بڑا انقلابی قدم یہ ہوگا کہ مدارس اسلامیہ، ماضی سے زیادہ، اپنے اکابر کے نہج اور طریقۂ کار پر کاربند ہوجائیں۔

حضرات گرامی! مدارس اسلامیہ کو صحیح نہج پر کاربند رکھنے اور جادۂ مستقیم پر اُستوار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم خدام مدارس کے ذہن میں قیام مدارس کے مقاصد واضح طور پر مستحضر ہوں، اس کے لیے اگر ہم دارالعلوم دیوبند کے قدیم دستور اساسی میں بیان کردہ مقاصد کو ایک بار پھر دہرالیں، تو مناسب ہوگا۔ دستور میں دارالعلوم دیوبند (اور بالفاظ دیگر تمام ہی مدارس اسلامیہ) کے مقاصد کو ترتیب وار اس طرح بیان کیا گیا ہے:

۱۔ قرآن مجید، تفسیر، حدیث، عقائد وکلام اور ان علوم سے متعلقہ ضروری اور مفید فنون آلیہ کی تعلیم دینا اور مسلمانوں کو مکمل طور پر اسلامی معلومات بہم پہنچانا، رشد وہدایت اور تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی خدمت انجام دینا۔

۲۔ اعمال واخلاق اسلامیہ کی تربیت اور طلبہ کی زندگی میں اسلامی روح پیدا کرنا۔

۳۔ اسلام کی تبلیغ واشاعت اور دین کا تحفظ ودفاع اور اشاعت اسلام کی خدمت بذریعہ تقریر وتحریر بجالانا اور مسلمانوں میں تعلیم وتبلیغ کے ذریعہ خیر القرون اور سلف صالحین جیسے اخلاق واعمال اور جذبات پیدا کرنا۔

۴۔ حکومت کے اثرات سے اجتناب واحتراز اور علم وفکر کی آزادی کو برقرار رکھنا۔

۵۔علوم دینیہ کی اشاعت کے لیے مختلف مقامات پر مدارس عربیہ قائم کرنا اور ان کا دار العلوم سے الحاق کرنا۔

ان مقاصد عالیہ کو سامنے رکھ کر مدارس کے مخلص و دور اندیش بانیان و ذمہ داران نے جس طرح اور جس پیمانہ کی خدمات انجام دیں، وہ اس امت کی تاریخ کا ایک تابناک باب ہے۔غور فرمائیں کہ ایک ایسے خطے میں جہاں سے آٹھ سو سالہ مسلم حکومت کا خاتمہ ہو گیا تھا، دار العلوم دیوبند اور اس کے ساتھ دیگر مدارس نے اس انداز سے کام کیا کہ اس خطے میں نہ صرف امت مسلمہ اپنا وجود باقی رکھنے میں کامیاب رہی؛ بلکہ اکابر دیوبند کی خدمات نے دینی و مذہبی اعتبار سے اس کو مرکزی حیثیت دے دی اور گزشتہ ڈیڑھ سو سال میں، عالم اسلام کے دگرگوں حالات کے باوصف، برصغیر کے مسلمان دینی اعتبار سے قابل رشک حالت میں رہے اور پھر یورپ، امریکا و افریقا کے دور دراز علاقوں میں جہاں جہاں اسلام اور علوم اسلامیہ کی روشنی پہنچی، اس میں مرکزی اور بنیادی کردار انہی اکابر کے خوشہ چینوں اور انہی مدارس کے براہ راست یا بالواسطہ فرزندوں کا رہا۔

مذکورہ دینی و علمی خدمات کے پہلو بہ پہلو ان مدارس اور ان کے بوریا نشین علماء نے وطن عزیز کے لیے بھی بے مثال قربانیاں پیش کیں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کی جو فکر، حضرت سید احمد شہیدؒ کی قیادت میں عملی شکل میں ظاہر ہوئی تھی وہی حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے واسطے سے، فرزندان دیوبند کو میراث میں ملی، جس کے سب سے بڑے امین، امام حریت حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ قرار پائے اور پھر ان کے تلامذہ عبید اللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ وغیرہ کی قربانیوں کی شکل میں وہی روح پوری جماعت دیوبند میں کارفرما رہی، جس کی وجہ سے تمام مدارس اور ان کے علماء و طلباء نے آزادیٔ وطن کی تحریک میں اپنے خون سے رنگ بھرا اور وطن کے چپے چپے میں اپنے نقوش ثبت کیے۔

حضراتِ گرامی! اگر اکابر دیوبند کی خدمت اور فکر کو لفظوں میں تعبیر کرنا ہو، تو کہا جا سکتا ہے کہ علوم کتاب و سنت کی حفاظت و اشاعت، مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ کے منہجِ مستقیم پر استقامت اور اسی کی روشنی میں دین کی معتدل تعبیر، باطل افکار و عقائد کی تردید، معاشرے کی اصلاح، اور مظلوم کی حمایت اور آزادیٔ وطن کی حفاظت، یہ دار العلوم دیوبند اور اس کے منہاج پر قائم مدارس اسلامیہ کے مقاصد ہیں اور ان کی خدمات اور سرگرمیاں اسی محور کے گرد گھومتی ہیں۔

ان بلند پایہ مقاصد کی تکمیل کے لیے حضرات اکابر رحمہم اللہ نے جو نصاب تعلیم تجویز فرمایا اور جس نہج پر مدارس کو چلایا اس نے اپنی بھرپور افادیت ثابت کر کے ایک تاریخ مرتب کر دی ہے، اگرچہ وقت اور حالات کے تحت یہ نصاب تعلیم جزوی ترمیمات سے گزرتا رہا ہے؛ لیکن مرکزی ڈھانچہ اور بنیادی روح وہی برقرار ہے اور اسی پر قائم رہنا ان

مدارس کی کارکردگی باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

لیکن نصاب تعلیم کے ساتھ زیادہ اہم مسئلہ نظام تعلیم اور نظام تربیت کا ہے، جس پر بہت زیادہ فکرمندی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ اس حقیقت سے انکار ہرگز ممکن نہیں ہے کہ مدارس کی کارگزاری، ماضی کے مقابلے کمزور ہوئی ہے اور ان میں افراد سازی کی وہ گرم بازاری نہیں رہی ہے، جو کبھی ان مدارس کا طرۂ امتیاز ہوا کرتی تھی۔ اس وقت مدارس میں طلبہ کی تعداد تو بہت زیادہ ہے؛ لیکن ان سے فارغ ہو کر نکلنے والے فضلاء میں عام طور پر علم وفن کی وہ پختگی اور فکر کی وہ گہرائی نہیں ہے، جو وقت کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ناگزیر ہے، اسی طرح ان میں اخلاق وکردار کی وہ پختہ کاری بھی نہیں ہے، جس کے بغیر دینی خدمت کے میدان میں کسی شخص کی اہلیت یا اس کے کاموں میں تاثیر وجود ہی میں نہیں آتی۔

اس کمزوری کے بہت سے اسباب بھی ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق زمانے کی تبدیلی اور ماحول کے بدل جانے سے ہے، کہ اس وقت موبائل اور انٹرنیٹ نے بچوں میں بگاڑ کے امکانات کو بہت بڑھا دیا ہے اور گھروں کے ماحول میں بھی ایسی آزادی اور دینی پہلو سے کمزوری عام ہوئی ہے کہ وہاں سے آنے والے بچوں کی اصلاح وتربیت بہت زیادہ بیداری اور فکرمندی کی متقاضی ہے۔ دوسری طرف ہم منتظمین مدارس سے تعلق رکھنے والے اسباب بھی ہیں، کہ ہم میں سے ایک طبقہ مدارس کے مقاصد اور اکابر واسلاف کے منہج ومزاج سے بڑی حد تک غافل یا اس کے بارے میں ضروری فکرمندی سے محروم ہے، مدارس کی تاسیس کے محرکات کا بھی اس میں دخل ہے اور مدارس چلانے میں اپنے بڑوں سے بے نیازی اور دوری بھی اس کے عوامل میں سے ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ طلبہ کی تربیت کا باب عام طور پر مطلوبہ توجہ سے محروم ہے۔

رہنمایان ملت! ان داخلی مسائل کے ساتھ موجودہ حالات میں مدارس کے تحفظ کا مسئلہ بھی حد درجہ اہمیت کا حامل ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مدارس ہی ملت اسلامیہ کی دینی ضرورت پوری کرتے ہیں اور اس کے دین وایمان پر بقاء کے ضامن ہیں اور ان کا یہی کردار، دشمنوں کو کھٹکتا ہے، اسی لیے ہمیں ان مدارس کے تحفظ پر بھی غور کرنا ہے اور انتظامی، قانونی، سیاسی اور سماجی تمام پہلوؤں سے اس سلسلے میں متحد اور بھرپور کوششیں کرنا ہے۔

تحفظ ہی سے متعلق یہ مسئلہ بھی ہے کہ مدارس کی انتظامی وفکری آزادی کی بقاء کے لیے بیدار و فکرمند رہا جائے، آپ حضرات کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے، کہ ان مدارس کا حقیقی وجود اسی وقت تک ہے جب تک ان کی فکری اور انتظامی آزادی برقرار ہے، اس میں فکری آزادی اصل مقصود ہے؛ لیکن وہ انتظامی آزادی کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی، اس لیے انتظامی آزادی کا تحفظ پہلی ذمہ داری ہے۔ اسی لیے حضرات اکابر رحمہم اللہ نے حکومتی امداد سے مکمل

احتراز فرمایا اور اس کی تاکید فرمائی ہے۔اس سلسلے میں شروع ہی سے ہمارے اکابر فکر مند رہے ہیں، آپ حضرات دارالعلوم دیو بند کے لیے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے تحریر فرمودہ اصول ہشت گانہ سے واقف ہیں، ان میں سے تین اصول اسی سے متعلق ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے اکابر، مدارس کی فکری و انتظامی آزادی کے لیے کس درجہ فکر مند تھے، ملاحظہ فرمائیں؛

ا۔اس مدرسہ میں جب تک آمدنی کی کوئی سبیل یقینی نہیں، جب تک یہ مدرسہ ان شاء اللہ بشرط توجہ الی اللہ چلے گا اور اگر کوئی آمدنی ایسی یقینی حاصل ہوگئی، جیسے جاگیر یا کارخانۂ تجارت یا کسی امیر محکم القول کا وعدہ، تو پھر یوں نظر آتا ہے کہ یہ خوف ورجاء جو سرمایۂ رجوع الی اللہ ہے، ہاتھ سے جاتا رہے گا اور امداد غیبی موقوف ہوجائے گی اور کارکنوں میں باہم نزاع پیدا ہوجائے گا، القصہ، آمدنی اور تعمیر وغیرہ میں ایک نوع کی بے سروسامانی رہے۔

۲۔سرکار کی شرکت اور امراء کی شرکت بھی زیادہ مضر معلوم ہوتی ہے۔

۳۔تامقدور ایسے لوگوں کا چندہ موجب برکت معلوم ہوتا ہے جن کو اپنے چندہ سے امید ناموری نہ ہو، بالجملہ حسن نیت اہل چندہ زیادہ پائیداری کا سامان معلوم ہوتا ہے۔

حضرات اکابر کی اس فکر کے پیش نظر دارالعلوم دیو بند نے مرکزی مدرسہ بورڈ کی مخالفت کی تھی اور حال ہی میں حکومت کے امداد یافتہ مدارس کے ساتھ پیش آنے والے واقعات نے تو ان تمام اندیشوں کی تصدیق کردی ہے جو اس سلسلے میں ظاہر کیے جاتے رہے ہیں۔

مدارس اسلامیہ کے پاسباں! مدارس اسلامیہ چوں کہ ملت اسلامیہ کی تمام دینی ضرورتوں کے ذمہ دار ہیں؛ اس لیے ان کی فکر مندی کا موضوع بعض دیگر امور بھی ہیں، مثلاً تحفظ شریعت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے کوشش کرنا۔تحفظ شریعت سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے تمام معاملات میں شریعت اسلامیہ کا پابند رکھنا اور ہر حال میں شریعت ہی کو اپنے مسائل کے حل کے لیے واحد ذریعہ سمجھنے پر آمادہ کرنا، گویا **رضیت باللّٰہ ربا وبالاسلام دیناً وبمحمد (ﷺ) رسولا** کی کیفیت پیدا کرنا؛ اس لیے کہ اس وقت، مسلمانوں کو بالخصوص عائلی مسائل میں شریعت کے احکام سے دور کرنے کی ناروا کوششیں خود حکومت کی جانب سے جاری ہیں، تو ہمیں مسلمانوں میں دینی روح بیدار کرنے کی فکر کرنی چاہیے کہ وہ ہر حال میں شریعت کے جادۂ مستقیم پر استوار رہنے کو ہی سعادت سمجھیں۔

اسی طرح مختلف عنوانات سے ختم نبوت کے قلعہ میں نقب زنی کی کوششیں آج بھی جاری ہیں، قادیانیت کے ساتھ ساتھ شکیلیت کا نیا فتنہ زور پکڑ رہا ہے، نیز الحاد وتشکیک کی دیگر تحریکات بھی ہیں، ان سب کے مقابلہ کی فکر کرنا بھی مدارس ہی کی ذمہ داری ہے۔

ذمہ داران مدارس! ایک اہم پہلو جو آپ حضرات کی اولین توجہ کا مستحق ہے وہ مدارس کے داخلی نظام کو بہتر بنانا ہے۔ اس وقت جو عمومی صورت حال اس میں مدارس کا انتظامی ڈھانچہ مختلف کمزوریوں کا شکار ہے۔ اکثر مدارس میں شورائی نظام مفقود ہے، جس کی وجہ سے وہ شخصی رائے پر چل رہے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ طلبہ اور اساتذہ و ملازمین مختلف بے اعتدالیوں کا شکار ہوتے ہیں، کبھی اس کے برعکس منتظمین کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسی طرح مالی معاملات میں شکایات کا مسئلہ پیش آتا ہے۔ مجموعی صورت حال یہ ہے کہ مدارس میں عمومی پر کوئی ضابطۂ اخلاق نہیں ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ شورائی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ، طلبہ، اساتذہ اور منتظمین سب کے لیے ضوابط اخلاق طے کیے جائیں اور سب کو ان کا پابند بنایا جائے۔

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کی مجلس عاملہ نے مربوط مدارس کے لیے ایک ضابطۂ اخلاق طے کیا ہے، جس میں داخلی نظام، نظامِ تعلیم و تربیت اور اساتذہ، ملازمین اور طلبہ کے سلسلہ میں مفید ہدایات اور مشورے شامل ہیں، ان امور پر خصوصی توجہ مبذول فرمائیں اور اپنے اپنے مدارس میں ضابطۂ اخلاق کے نفاذ کی جدوجہد جاری رکھیں۔

نیز مدارس اسلامیہ کے حساب کتاب میں شفافیت پیش نظر رہے اور اسے آڈٹ کرانے کا بھی اہتمام رکھا جائے۔

رابطہ مدارس اسلامیہ کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس میں یہ تجویز منظور کی ہے کہ ''مربوط مدارس میں طلبہ کے جدید داخلہ کی کارروائی پورے احتیاط سے عمل میں لائی جائے۔ داخل ہونے والے طلبہ کے نام، ولدیت، پتا اور تاریخ پیدائش وغیرہ کا مکمل ریکارڈ رکھا جائے۔'' امید ہے کہ اس تجویز کے مطابق داخلے کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ارکان گرامی رابطہ مدارس اسلامیہ!...... یہ اجلاس چوں کہ رابطہ مدارس اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس عمومی کا اجلاس ہے، اس لیے اس کا ایک اہم موضوع رابطہ مدارس کے استحکام پر غور وفکر بھی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر رابطہ کے اغراض و مقاصد کو مستحضر کرلیا جائے، رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کے اغراض و مقاصد، اس کے دستور میں اس طرح بیان کیے گئے ہیں؛

الف: مدارس اسلامیہ عربی کے نظام تعلیم و تربیت کو بہتر بنانا۔

ب: مدارس اسلامیہ عربیہ کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینا اور روابط کو مستحکم کرنا۔

ج؛ مدارس اسلامیہ عربیہ کی بقاء و ترقی کے لیے صحیح اور موثر ذرائع اختیار کرنا۔

د: ان علاقوں میں مدارس اور مکاتب کے قیام کی جدوجہد کرنا جہاں مرکز ضرورت محسوس کرے۔

ھ؛ بوقت ضرورت نصاب تعلیم میں کسی جزوی ترمیم و تسہیل پر غور کرنا۔

و؛نصاب تعلیم میں شامل نایاب وکم یاب کتابوں کا نظام کرنا۔

ز؛اسلامی تعلیم اوراس کے مراکز کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور سازشوں پر نظر رکھنا۔

ح؛مسلم معاشرہ کی اصلاح اور شعائرِ اسلام کی حفاظت کرنا۔

اس وقت ایک گزارش تو یہی ہے کہ ان اغراض ومقاصد کی تکمیل آپ حضرات کی فعالیت پر موقوف ہے، اس لیے پہلے سے زیادہ ان مقاصد کے لیے سرگرم ہوجانا چاہیے، خاص طور پر صوبائی شاخوں کو فعال بنانا حد درجہ ضروری ہے، اس میں شک نہیں کہ چند صوبائی شاخیں شروع سے ہی پوری مستعدی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں، بعض دیگر صوبے بھی پچھلے سالوں میں فعال وسرگرم ہوئے ہیں اوراس کے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ صوبائی شاخوں کی کارکردگی ابھی تک امید افزا نہیں ہے۔ اس پر توجہ کی ضرورت ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے امور ہیں جو رابطہ مدارس اسلامیہ کے ناظم عمومی جناب مولانا شوکت علی صاحب قاسم بستوی، استاذ دارالعلوم دیو بند کی سیکرٹری رپورٹ میں آپ کے سامنے آجائیں گے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ان تمام معاملات پر ذمہ دارانہ توجہ فرمائیں۔

اکابرواسلاف کے جانشین!......ان حالات میں جب کہ باطل طاقتیں اپنے تمام وسائل وذرائع کے ساتھ اللہ والوں کی ہر متاعِ دین ودانش پر حملہ آور ہیں اور ملت انتشار کا شکار ہے، ہم سب کو ایک اور چیز پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ ہے مکمل انابت کے ساتھ رجوع الی اللہ اور دعاؤں کا اہتمام، کہ اس کے بغیر ہماری تمام مساعی بے روح ہیں۔ اس چیز کا اہتمام خود بھی کیا جائے اور عام مسلمانوں کو بھی توبہ واستغفار، صحبت صالحین اور رجوع الی اللہ کے اہتمام پر متوجہ کیا جائے۔ ذاتی طور پر ہم میں سے ہر شخص اپنی باطنی اصلاح کو ہر کام سے مقدم سمجھے اوراس کے لیے محنت کرے، اپنی زندگی کو سنت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔ یقیناً اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوگی اور ہماری تمام محنتیں مفید وبارآور ہوں گی۔

آخر میں نہایت عاجزی کے ساتھ آپ سے ایک بار پھر، ضیافت کی کوتاہی پر معذرت خواہ ہوں اور تشریف آوری پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت اس اجلاس کو دارالعلوم دیوبند، تمام مدارس اسلامیہ؛ تمام تحریکات دینیہ اور پوری امت مسلمہ کے لیے مثمرِ خیرات وبرکات بنائے، آمین!